بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ☆ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار.

اور نہ میلان کرو ان لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں ورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔

سوشل بائیکاٹ

کی

شرعی حیثیت

از

فقیہہ عصر ابو سعید مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی

محمد پورہ، فیصل آباد

انتساب

فقیر اس رسالہ کو پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت ومعرفت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء حضرت خواجہ **سلطان عالم میرپوری** قدس سرہ' کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نظر کیمیا اثر سے ہزاروں افراد سلوک کی منزلیں طے کر کے گوہر نایاب بنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے فیض سے مالا مال کرے۔ آمین

فقیر ابو سعید غفرلہ'

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ.

امابعد!

حدود وقصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے۔ رعایا کا کام نہیں لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے کچھ افراد جرائم ومعاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو انکو درست اور سیدھا کرنے کے لئے معاشرہ کو برائیوں سے پاک وصاف رکھنے کیلئے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی ﴿بائیکاٹ﴾ کرنا ان کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا نہایت ہی پرامن بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

وھکذا کان داب الصحابة ومن بعد ھم من المؤمنین فی جمیع الازمان فانھم کانوایقاطعون من حاد اللہ ورسولہ مع حاجتھم الیہ واثروارضاء اللہ تعالیٰ علی ذالك.

﴿مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۰ ص: ۲۹۰﴾

یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں دشمنوں کے

ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفوں کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ﴿آمین﴾

یہ بائیکاٹ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سیّد عالم ﷺ نے عملی طور پر بھی اسکو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کئی دن گذر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے ابوالقاسم اگر آپ مہینہ بھر انکا محاصرہ رکھیں تو انکو پرواہ نہیں کیونکہ انکے قلعہ کے نیچے پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ انکا پانی بند کر دیں تو جلدی کامیابی ہو گی۔ اس پر سیّد دو عالم ﷺ نے انکا پانی بند کر دیا تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔

فسار رسول اللہ ﷺ الی مائهم فقطع المآء علیهم فلما قطع خرجوا. ﴿زاد المعاد علی الزرقانی جلد ۴ ص : ۲۰۵﴾

اور ایک مرتبہ جبکہ حضرت سیّدنا کعب بن مالک صحابی اور انکے ساتھی دو اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سیّد دو عالم ﷺ نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

ونهی النبی ﷺ عن کلامی و کلام صاحبی.

یعنی رسول اکرم ﷺ نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔

فاجتنب الناس کلامنا. ﴿صحیح بخاری جلد دوم ص : ۶۷۵﴾

ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔ انتہی۔ اور اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے۔ وضاقت علیهم الارض بمارحبت وضاقت علیهم انفسهم وظنوا الاملجأ من اللہ الاالیه. ﴿قرآن مجید پارہ ۱۱﴾

اور یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسولِ اکرم علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہو جائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو خدا تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اسکا حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔ ﴿روح البیان﴾

تنبیہ :

یہ حضرات صحابہ کرام تھے ان سے لغزش ہوئی اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی ان کے درجات بلند کئے لہٰذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہے یا دل میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔ خدا تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ ﴿آمین﴾

قطع تعلقی ﴿بائیکاٹ﴾ کے متعلق قرآن پاک میں ہے :ولا ترکنوا الی الذین ظلموافتسکم النار . یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کروورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔

نیز قرآن پاک میں ہے :فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین. یعنی یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور حدیث پاک میں ہے :عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لما وقعت بنوا اسرائیل فی المعاصی فنھتھم علمائھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم وواکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم علیٰ بعض ولعنھم علیٰ لسان داؤدو عیسیٰ بن مریم ذالك بما عصود کانوایعتدون قال فجلس رسول اللہ ﷺ وکان متکئاً فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروھم اطراً. ﴿ترمذی شریف ج :۲ص :۱۳۰﴾

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے توان کو ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے ﴿بائیکاٹ نہ کیا﴾ تو خدا تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کے دلوں پر مار دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر لعنت بھیجی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔

مذکورہ بالا بائیکاٹ کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن جو لوگ دین کے ساتھ دشمنی کریں اور خدا تعالےٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان وعظمت پر حملے کریں ایسے بد مذہبوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بائیکاٹ نہ کرنا میل ملاپ، محبت دوستی کرنا سخت حرام ہے۔ اگرچہ وہ ماں باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں بہن بھائی کنبہ برادری ہو۔ قرآن پاک میں ہے :

یا ایھاالذین امنوا لاتتخذوا اباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علے الایمان ومن یتولھم منکم فاولئك ھم الظالمون.

یعنی اے ایمان والو !اگر تمہارے باپ ،دادا اور تمہارے بھائی بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں توان سے محبت ودوستی نہ کرواور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا۔

نیز قرآن پاک میں ہے :

لاتجدقومایؤمنون باللہ والیوم الاٰخریوادون من حاد اللہ ورسولہ ولوکانواابائھم اوابنائھم اواخوانھم اوعشیرتھم اولئك

کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منه ویدخلھم جنت تجری من تحتھاالانھٰرخالدین فیھا رضی اللّٰه عنھم ورضواعنه اولئك حزب اللّٰه الا ان حزب اللّٰه ھم المفلحون ۰

یعنی تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو خدا تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول ﷺ سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے۔ اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی وہ خدا سے راضی یہ لوگ خدا تعالیٰ کی جماعت ہیں اور خدا تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے۔

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور خدا کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے :

والکلام علی مافی الکشاف من باب التخیل خیل ان من المتنع المحال ان تجدقومامؤمنین یوادون المشرکین.

یعنی آیت مبارکہ میں یہ تصور دلایا گیا ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار ومشرکین کیساتھ اسکی محبت ودوستی بھی ہو یہ محال وممتنع ہے۔ نیز اسی میں

ہے :مبالغة فی النھی عنه والزجرعن ملابسة والتصلب فی مجانبة اعداء اللّٰه تعالیٰ. یعنی آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ اور اس پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت ودوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کیلئے زجرو توبیخ ہے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی پختگی بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک کے صحابہ کرام کے دلوں میں ایسا ایمان نقش کر دیا تھا کہ ان کی نظروں میں حبیب خدا ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو کہ بیٹا، بھائی ہو کہ بہن، چنانچہ سیدّنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے سیدّ دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی سنی تو اسکو ایسا مکا رسید کیا کہ وہ گر گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور حضور نے پوچھا :افعلت یا ابابکر. اے ابوبکر تو نے ایسا کیا ہے۔ عرض کی ہاں یارسول اللہ :قال لاتعد قال واللّٰه لو کان السیف قریبا منی لضربته. یارسول اللہ خدا تعالیٰ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اسکو مار دیتا اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ ﴿روح المعانی﴾

اور سیدّنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا کی شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا جیسے روح المعانی میں ہے :عن انس قال کان ای ابوعبیدة قتل اباه وھومن جملة اساری بدربیده لما سمع منه

فی رسول اللہ ﷺ ما یکرہ ونہاہ فلم ینتہ. یوں ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو بدر کے دن اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث نے عتبہ شیبہ اور ولید بن عمیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

نیز ایک صحابی جو کہ آنکھوں سے معذور تھے رضی اللہ عنہ اس صحابی کے بچوں کی ماں نبی کریم رسول مکرم ﷺ کی شان میں بے ادبی کیا کرتی تھی۔ وہ صحابی اسے منع کرتے وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک رات جبکہ اس نے سرکار کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہے تو صحابی رضی اللہ عنہ نے چھرا پکڑا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا اور اس کو قتل کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو شور برپا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو بلا کر فرمایا جس نے یہ کیا ہے اس پر حد قائم ہو گی تو اچانک وہ صحابی لوگوں کی گردنیں پھلانگتے حاضر ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی اس کو میں نے قتل کیا ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی میں اسے منع کرتا یہ باز نہیں آتی تھی تو آج جب اس نے گستاخی کی بات کی تو میں نے اسے قتل کر دیا ہے حالانکہ میں نابینا ہوں اور اس سے میرے دو بچے موتیوں جیسے ہیں اور یہ عورت میری رفیقہ حیات تھی۔ یہ سن کا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :الا اشہدوا ان دمہا ہدر. یعنی گواہ ہو جاؤ کہ اس صحابی کا خون معاف ہے۔

﴿ابو داؤد، نسائی، الصارم المسلول لابن تیمیہ ص : ۷۶﴾

خدا تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں رحمتیں

نازل فرمائے جنہوں نے امت کو عشقِ مصطفیٰ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ناموسِ مصطفیٰ کے سامنے سب ہیچ ہیں۔ حضور رحمتِ دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے نہ کسی پیر کا تقدس رہ جاتا ہے نہ ماں باپ کا وقار نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

سبحان من کتب الایمان فی قلوب المومنین و ایدہم بروح منہ.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق و محبت ہی کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے :اشداء علی الکفار رحماء بینہم. یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول جل جلالہ و ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت کی مقدار پر ہی عشق و محبت کا نکھار ہوتا ہے جو شخص محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے وہ محبت محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ بربریت ہے دھوکہ ہے فریب ہے۔ الحاصل خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں حدیث پاک میں ہے :افضل الاعمال الحب فی اللہ و البغض فی اللہ. ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

یعنی عملوں میں سے افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت

کرنا اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ دربار الٰہی میں یوں دعا کرتے ہیں:

اللهم اجعلنا ها دين مهتدين غير ضالين ولامضلين سلما لاولیئك وعدو الاعدائك نحب بحبك من احبك ونعادى بعداوتك من خالفك اللهم هذاالدعاوعليك الاجابة.

﴿ترمذی شریف ج:۲ص:۱۷۸﴾

یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ ہدایت یافتہ کر یا اللہ ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر یا اللہ ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ ہم تیری محبت کے وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کریں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ حضور تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کے ارشاد مبارک یاایھاالنبی جاهدالكفار والمنافقين واغلظ عليهم. کے مطابق حکم الٰہی کی تعمیل کرتے تھی یا نہیں۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سیّد دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنابریں رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا نام لے کر

مسجد سے نکال دیا۔ سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قام رسول الله ﷺ يوم جمعة خطيبا فقال قم يا فلان فاخرج فانك منافق اخرج يا فلان فانك منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم ولم يك عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة لحاجة كانت له فلقيهم وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم استحياء انه لم يشهد الجمعة وظن ان الناس قد انصرفوا واختباؤا منه وظنوا انه قد علم بامرهم فدخل المسجد فاذاالناس لم يتفصرفوافقال له رجل ابشرياعمر فقد فضح الله تعالىٰ المنافقين اليوم. ﴿تفسیر روح المعانی ج:۱۱ص:۱۱، تفسیر مظہری ج:۴ص:۲۸۹، تفسیر ابن کثیر ج:۲ص:۳۸۴، تفسیر خازن ج:۳ ص:۱۱۵، تفسیر بغوی علی الخازن ج:۳ص:۱۱۵، تفسیر روح البیان ج:۳ ص:۴۹۳﴾

یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے لہٰذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے مسجد سے نکل جا۔ حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیّدنا فاروق اعظم آرہے

تھے تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے شاید جمعہ ہو گیا۔ لیکن منافق فاروق اعظم سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا۔ بعد میں ایک صحابی نے کہا: اے عمر تجھے خوشخبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔ اور سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے: طرد المنافقین من مسجد رسول اللہ ﷺ اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سنکر ٹھٹھے کرتے دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا: فامر بھم رسول اللہ ﷺ فاخرجوا من المسجد اخراجاً عنیفا. رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو سختی سے نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابو ایوب، خالد بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابو ایوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب بھینچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابو ایوب فرماتے جاتے: اف لک منافقا خبیثا. ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق رسول اکرم ﷺ کی مسجد سے نکل جا۔ اور ادھر حضرت عمارہ بن حزم نے زید بن عمرو کی

داڑھی کو پکڑا زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ تو صحابی حضرت عمارہ نے فرمایا خدا تجھے دفع کرے جو خدا تعالے نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ فلاتقربن مسجد رسول اللہ ﷺ. آئندہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

اور بنو نجار قبیلہ کے دو صحابی ابو محمد جو کہ بدری صحابی تھے اور ابو محمد مسعود نے قیس بن عمرو کو جو کہ منافقین میں سے نوجوان تھے گُدّی پر مارنا شروع کیا حتی کہ مسجد سے باہر نکال دیا۔ اور حضرت عبد اللہ بن حارث نے جب سنا کہ حضور نے منافقوں کے نکال دینے کا حکم فرمایا ہے حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا وہ منافق کہتا تھا اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے پلید ہے آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔ ﴿سیرت ابن ہشام ج: ۱ ص: ۵۲۸﴾

نیز خدا تعالے نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیم ﴿علیہ السلام﴾ کی پیروی میں خدا تعالے اور اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو ارشاد ہے: قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم

والذین معه اذقالوالقومهم انا براء منکم ومما تعبدون من دون الله کفرنابکم وبدابینناوبینکم العداوة والبغضاء ابدا حتی تؤمنوابالله وحده. ﴿سوره ممتحنه﴾

یعنی اے ایمان والو تمہارے لئے ابراہیم ﴿علیه السلام﴾ اور ان کے ماننے والوں میں اچھی پیروی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تم سے اور تمہارے بتوں سے بیزار ہیں ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم خدا وحدہ پر ایمان نہ لاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دشمنی ٹھن گئی ہے۔

اور تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے :یقول الله تبارك و تعالیٰ وعزتی لاینال رحمتی من لم یوال اولیائی ویواداعدائی. ﴿صفحه ۳۵ ج۲۸﴾

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔

اور درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے :

روی عن رسول الله ﷺ انه قال اوحی الله تعالیٰ الی موسیٰ علیه الصلوٰة والسلام قال یا موسیٰ هل عملت لی عملاقط قال الهی صلیت لك وصمت لك وتصدقت لك و ذکرت لك فقال الله یا موسیٰ ان الصلوة لك برهان والصوم

لك جنة والصدقة لك ظل والذکر لك نور فای عمل عملت لی فقال دلنی علی عمل هولك قال یا موسیٰ هل والیت لی ولیا قط وهل عادیت لی عدوا. ﴿درۃ الناصحین صفحه ۲۱۰﴾

یعنی رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی، خدا تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔ عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں، خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ روزہ تو تیرے ہی لئے ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کی میں نے تیرے لئے صدقہ دیا ہے، خدا تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لئے سایہ بنے گا۔ عرض کی میرے خدا میں نے تیرے لئے تیرا ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ ذکر تو تیرے ہی لئے نور ہو گا۔ بتا تو نے میرے لئے کونسا عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کونسا عمل ہے جو تیرے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۷۸ پر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں خدا تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا جتنا مقبول و محبوب عمل ہے اتنا ہی خدا تعالیٰ کے دشمنوں

کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھنامقبول ومحبوب عمل ہے۔ نیز خدا تعالیٰ اوراسکے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اوران کے دشمنوں گستاخوں کی محبت آپس میں ضدیں ہیں یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدّنا امام ربانی خواجہ مجدّد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے فرمایا :دو محبت متبائنہ جمع نشوند جمع ضدین را محال گفتہ اند محبت یکے مستلزم عداوت دیگرست۔ ﴿مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۱۶۵ جلد اوّل﴾

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماعِ ضدین محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہو گی تو خدا ورسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آ سکتی اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا ورسول ﴿جل جلالہ و ﷺ﴾ کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔

نیز فرمایا :وعلامت کمال محبت کمال بغض است بااعداء او ﷺ۔

﴿مکتوب ۱۶۵ جلد اوّل﴾

یعنی تاجدار مدینہ ﷺ کی ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سیدّ دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض وعداوت ہو۔

نیز فرمایا :وباکفار کہ دشمنان خدائے عزوجل اندودشمنانِ رسول وے علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات دشمن بایدبوددرذل وخواری

ایشاں سعی باید نمود وبہیچ وجہ عزت نباید دادوایں بید ولتاں رادر مجلس خودراہ نباید داد۔ ﴿مکتوب ۱۶۵﴾

یعنی کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب کے دشمن ہیں دشمنی رکھنی چاہیئے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہیے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہیئے اور ان بدبختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہیئے۔

نیز فرمایا :دررنگِ سگاں ایشاں را دورباید داشت۔ ﴿مکتوب :۱۶۳ جلد۱﴾

یعنی خدا ورسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہیئے۔

نیز فرمایا :پس عزت اسلام درخواری کفر واہل کفرست کیسکہ اہل کفر راعزیز داشت اہل اسلام راخوار ساخت۔ ﴿مکتوب :۱۶۳ جلد۱﴾

یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر وکفار کو خوار وذلیل کیا جائے جو شخص کفر والوں کی عزت کرتا ہے وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔

نیز سیدّنا امام ربانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا :راہیکہ بجناب قدس بزرگوار شما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات مے رساند ایں است اگر بایں راہ رفتہ نشود موصول بانجناب قدس دشوارست۔ ﴿مکتوب ۱۶۵ جلد۱﴾

یعنی رسول اکرم شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانیوالا یہی ایک راستہ ہے ﴿کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھی جائے﴾ اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار دربّار تک رسائی مشکل ہے۔ انتہی۔

بدمذہبوں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔



عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ یکون فی اخرالزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعواانتم ولا ابائکم فایاکم وایاهم لایضلونکم ولایفتونکم.

﴿مسلم شریف﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ کذاب دجال بہت جھوٹے دھوکہ باز آئیں گے وہ تم سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہونگی لہٰذا اے میری امت تم ان کو اپنے سے بچاؤ اور اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

سبحان اللہ۔ کیا شان ہے تاجدار مدینہ ﷺ کی، آپ نے نور نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کے ڈاکو آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دجل وفریب سے ان کے ایمان لوٹیں گے لہٰذا اس شفیقِ امت ﷺ نے پہلے سے ہی امت کو بچنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت بے دینوں کے قریب مت بھٹکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو

جاؤ گے لیکن امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب ہر کسی کی بات سننی چاہئے دیکھیں بھلا کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر بدمذہبوں کے جلسوں میں جانے والے ان کا لٹریچر پڑھنے والے ان کی تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ بددین ہوگئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔

حسبنااللّٰہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم.

اے میرے مسلمان بھائیو ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار غیروں کے جلسوں میں مت جاؤ، ان کی تقریریں مت سنو، ان کے رسائل واخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اگر تقریر سنو تو اس کی جس کا دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے معمور ہیں۔ سیدّنا محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق منقول ہے:

عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان من اصحاب الاهواء علیٰ ابن سیرین فقالا یا ابابکر نحدثك بحدیث فقال لا فقالا فنقرء علیك ایة من کتاب الله فقال لالتقومان علی اولاقومن قال فخرجا فقال بعض القوم یا ابابکر وماکان علیك ان یقراعلیك آیة من کتاب الله قال انی خشیت ان یقرا علی ایة فیقرذالك فی قلبی. ﴿از فتاوی الحرمین﴾

یعنی حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے کہ دو بدمذہب آئے اور انہوں نے عرض کی کیا حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث

پاک سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں خائب و خاسر ہو کر چلے گئے تو کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت سیدّنا محمد بن سیرین قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دونوں بدمذہب تھے اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس میں پچر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی ﴿اور میں بھی بدمذہب ہو جاتا﴾

سبحان اللہ۔ وہ امام ابن سیرین جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کا علامہ، علم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، وہ تو بدمذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں اور آج کے ان پڑھ دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرأت سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب ہر کسی کی بات سننی چاہیئے۔

ولاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم.

یوں ہی حضرت سعید بن جبیر سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ نے اسکو جواب نہ دیا۔ فقیل له فقال ازایشاں. ﴿فتاویٰ الحرمین﴾ کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اسکو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بدمذہبوں میں سے ہے۔

﴿۲﴾

قال رسول الله ﷺ ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله ان مرضوا فلاتعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلمواعليهم. ﴿ابن ماجہ شریف﴾

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضاو قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں۔ ﴿حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں﴾ فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہو اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔

بزرگانِ دین کے ارشادات

حضرت سیدّنا سہل تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لا يوانس الى مبتدع ولايجالسه ولا يواكله ولا يشاربه ولايصاحبه ويظهرله من نفس العداوة والبغضاء. ﴿روح المعانی ۲۸/۳۵﴾

یعنی جس شخص نے اپنا ایمان درست کیا اور اپنی توحید کو خالص کیا وہ کسی بدمذہب سے انس و محبت نہ کرے گا نہ اس کے پاس بیٹھے گا نہ اس کے ساتھ کھائے پیئے گا نہ اس کے ساتھ آئے جائے گا بلکہ اپنی طرف سے اس کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر کرے گا۔

نیز فرمایا :من ضحك الی متدع نزع اللّٰه تعالیٰ نورالایمان من قلبه ومن لم یصدق فلیجرب. ﴿روح المعانی ۲۸ / ۳۵﴾

یعنی جو شخص کی بد مذہب کے ساتھ خوش طبعی کرے خدا تعالیٰ اس کے دل سے نور ایمان نکال لے گا۔ جس بندے کو اس بات کا اعتبار نہ آئے وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔

تفسیر **روح البیان** میں ہے :روی ان ابن المبارك روی فی المنام فقیل له مافعل اللّٰه بك فقال عاتبنی وواقفنی ثلاثین سنة بسبب انی نظرت باللطف یوما الی مبتدع فقال انك لم تعاد عدوی فی الدین. ﴿روح البیان ص :۴۱۹ج :۴﴾

وفات کے بعد کوئی شخص خواب میں سیدّنا ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کیا حضرت آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کیا کیا تو فرمایا مجھے عتاب فرمایا اور مجھے تیس سال ایک روایت میں تین سال کھڑا رکھا اور اس عتاب کا سبب یہ کہ میں نے ایک دن ایک بد مذہب کی طرف شفقت سے دیکھا تھا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے ابن مبارک تو نے میرے ایک دین کے دشمن کے ساتھ دشمنی کیوں نہیں کی۔ یہ واقعہ لکھنے کے بعد صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں :فکیف حال القاعدبعد الذکریٰ مع القوم الظالمین. ﴿روح البیان ص ۲۲۰﴾ پس کیا حال ہو گا اس شخص کا جو دیدہ دانستہ دین کے ظالموں کے پاس بیٹھتا ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ **حقی** رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک :

ان القوین السوٓء یجرالمرء الی النار ویحله دارالبوار فینبغی للمؤمن المخلص السنی ان یجتبب عن صحبة اهل الکفر و النفاق والبدعة حتی لا یسرق طبعه من اعتقاد هم السوء وعملهم السی. ﴿روح البیان ج :۴ص :۴۱۹﴾

یعنی برا ہمنشین انسان کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور اسے ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے لہٰذا مخلص اور سنی مومن کو چاہئے کہ وہ کافروں منافقوں اور بد مذہبوں کی صحبت سے بچے تاکہ اس کی طبیعت میں ان کا بد عقیدہ اور برا عمل سرایت نہ کر جائے۔

نیز عارف باللہ علامہ **حقی** نے فرمایا :وفی الحدیث من احب قوما علی عملهم حشر فی زمرتهم وحوسب بحسابهم وان لم یعمل بعملهم. ﴿روح البیان ج :۹ص :۴۹۴﴾

یعنی حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص کسی قوم سے محبت کرے گا ان کے کسی عمل کو پسند کرے گا وہ انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اس قوم کے ساتھ حساب میں شریک ہو گا اگرچہ ان کے ساتھ اعمال میں شریک نہیں تھا۔

نیز تفسیر **روح البیان** میں ہے :ان الغلظة علی اعداء اللّٰه تعالیٰ من حسن الخلق فان ارحم الرحماء اذاکان امورا

بالغلظة علیهم فماظنك بغیره فهی لاتنافی الرحمة علی الاحباب کما قال تعالیٰ اشداء علی الکفار. ﴿روح البیان ج:۱۰ص:۶۷﴾

یعنی خدا تعالیٰ کے دشمنوں پر سختی کرنا یہ بھی حسن خلق میں داخل ہے اس لئے کہ جب سب مہربانوں سے مہربان آقا کو اعدائے دین پر سختی کرنے کا حکم ہے تو دوسرے کا کیا شمار۔ لہٰذا دشمنانِ دین پر سختی کرنا یہ دوستوں پر مہربانی کے منافی نہیں ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ کرام کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے وہ دشمنوں پر بڑے سخت ہیں اور اپنوں پر بڑے مہربان ہیں۔

حضرت سیدّنا **فضیل بن عیاض** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی:

من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نورالایمان من قلبه. ﴿غنیۃ الطالبین ص:۸۰﴾

یعنی جس کسی نے کسی بدمذہب سے محبت کی خدا تعالیٰ اس کا عمل برباد کر دے گا اور اس کے دل سے نور ایمان نکال دے گا۔ نیز فرمایا: واذا اعلم الله عزوجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة زجوت الله تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وان قل عمله. ﴿غنیۃ الطالبین ص:۸۰ج:۱﴾

یعنی خدا تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ فلاں بندہ بدمذہبوں سے بغض رکھتا ہے مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ اس کی نیکیاں تھوڑی ہوں۔

حضرت **سفیان بن عینیہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک:

من تبع جنازة مبتدع لم یزل فی سخط الله تعالیٰ حتی یرجع.

یعنی جو شخص کسی بدمذہب کے جنازہ پر گیا وہ لوٹنے تک خدا تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا۔

سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک:

وان لایکاثراهل البدع ولا بدانیهم ولا یسلم علیهم. ﴿غنیۃ الطالبین ص ۸۰﴾

یعنی بدمذہبوں کے ﴿جلسوں وغیرہ میں شرکت کر کے﴾ ان کی رونق نہ بڑھائے اور ان کے قریب نہ آئے اور ان پر سلام نہ کرے۔

نیز فرمایا: ولایجالسهم ولایقرب منهم ولا یهنیهم فی الاعیادو اوقات السرور ولا یصلی اذاماتو اولایترحم علیهم اذاذکروا بل یبانیهم ویعادیهم فی الله عزوجل معتقد ابطلان مذهب اهل بدعة محتسبابذالك الثواب الجزیل والاجر الکثیر. ﴿غنیۃ الطالبین ص ۸۰﴾

یعنی بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھے اور ان کے قریب نہ جائے اور نہ ہی انہیں عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر مبارک دے اور جب وہ مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھے اور جب ان کا ذکر ہو تو رحمۃ اللہ علیہ نہ کہے بلکہ ان سے الگ رہے اور ان سے خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے عداوت رکھے یہ اعتقاد کرتے ہوئے کہ ان کا مذہب باطل ہے اور ایسا کرنے میں ثواب کثیر اور اجر عظیم کی امید رکھے۔

امیر المومنین سیدّنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے جو مسافر کو کھانا کھلائے۔ سیدّنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم سے فرمایا اس کو ساتھ لے آؤ وہ لے آیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کھانا منگا کر دیا اس نے کھانا شروع کیا اس کی زبان سے ایک بات نکلی جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی۔ آپ نے فوراً اسکے سامنے سے کھانا اٹھوالیا اور اسکو نکال دیا۔

﴿ملفوظات امام اہلسنت الملفوظ حصہ دوم ص ۹۸﴾

پھر یہ کہ خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کرنا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ بائیکاٹ پہلی امتوں سے چلا آتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے :واسئلھم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اذیعدون فی السبت اذتاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا ویوم لایسبتون لاتاتیھم. ﴿سورہ اعراف﴾

یعنی اصحاب سبت جن کی بستی دریا کے کنارے واقع تھی انہوں نے ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑ کر خدا اور اسکے نبی کی نافرمانی کی تو اس قوم کے تین گروہ ہو گئے ایک نافرمانی کرنیوالا ایک برائی سے روکنے والا تیسرا خاموش۔ آخر کار فرمانبردار گروہ نے نافرمانوں سے ایسا بائیکاٹ کیا کہ درمیان میں دیوار کھڑی کر دی نہ یہ اُدھر جاتے نہ وہ اِدھر آتے۔ جب نافرمانوں کی نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو وہ بندر بنا کر ہلاک کر دیئے گئے۔ ﴿تفسیر مظہری جلد سوم سورہ اعراف

ص :۶۷۴، تفسیر روح المعانی سورہ اعراف جلد ۹ ص : ۹۳﴾

پھر طرفہ یہ کہ ہر نمازی وتر کی دعا میں پڑھتا ہے :ونخلع ونترك من یفجرك. یا اللہ ہم ہر اس شخص سے قطع تعلقی کریں گے اور علیحدہ ہو جائیں گے جو تیرا نافرمان ہے۔ عجیب معاملہ ہے کہ مسلمان مسجد میں دربار الہٰی میں مؤدبانہ کھڑا ہو کر ہاتھ باندھ کر عہد کرتا ہے کہ یا اللہ ہم تیرے نافرمانوں، مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کریں گے لیکن مسجد سے باہر آکر ساری باتیں بھول جاتا ہے خدا تعالیٰ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلمان بھائیوں سے اپیل۔

میرے مسلمان بھائیو! تاجدار مدینہ ﷺ کے بھولے بھالے امتیو ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار اپنے ایمان کو بچاؤ، اپنے بیگانے کو پہچانو، اور اگر شیطان دھوکہ دینے کی کوشش کرے تو مندرجہ بالا ارشادات کو بار بار پڑھو۔ خدا تعالیٰ دوست و دشمن کی پہچان نصیب کرے۔

ان ارید الا الا صلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ.

طالب دعا

سگ دربار سلطانی فقیر ابو سعید **محمد امین** غفرلہ

۳ جمادی الآخرہ ۱۳۹۴ھ

تتمہ

﴿۱﴾ یہ تھا دنیا میں مسلمانوں کا خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ لیکن قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی طرف سے بائیکاٹ ہوگا چنانچہ قرآن پاک میں ہے :یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوانظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعواورائکم فالتمسوانوارفضرب بینهم بسورله باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب. ﴿سورہ حدید پ: ۲۷﴾

یعنی قیامت کے دن ﴿جب پلصراط پر سے گذر ہوگا اور خدا تعالیٰ ایمان والوں کو نور عطا فرمائیگا﴾ اس نور کو دیکھ کر منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ اس پر فرمایا جائیگا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔ پھر جب لوٹیں گے تو ان کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائیگی جسکا ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا یعنی دیوار کے ذریعہ ایسا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائیگا کہ منافق لوگ ایمان والوں کے نور کی روشنی بھی نہ لے سکیں گے۔

﴿۲﴾ جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا :وامتازوا اليوم ايهاالمجرمون. ﴿سورہ یٰس آپ: ۲۳﴾

یعنی اے نافرمانو کافرو آج میرے بندوں سے الگ ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ سب کو دین اسلام کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلمان بھائیوں کی دعاؤں کا محتاج۔

فقیر ابو سعید غفر لہ والوالدیہ